رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

قادیان — الحکم — دور جدید — ہفت روزہ

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۱۰ر
امراء و رؤساء سے ۵ر
معاونین سے ۴ر
عوام سے ۳ر
ممالک غیر سے ۱۲ شلنگ

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ ر ۱۴ ر ۲۱ ر ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ دو آنہ

جلد ۳۸ | ۱۳ ر جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۳۵ء یوم چہار شنبہ | نمبر ۲۹

نیشنل لیگ کے پانچ ہزار ممبر بناؤ

سلسلہ کی سیاسی ضرورتوں کا مقتضاء تھا کہ سلسلہ کے ان تمام کاموں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یا ان کے خلفاء نے شروع کئے ان سے الگ کر کے ایک سیاسی انجمن بنائی جائے۔ سو جماعت کی عین ضرورت کے مطابق حضرت امیر المومنین نے نیشنل لیگ کی منظوری دی۔ میں نہیں سمجھتا کہ کیا جماعتوں نے پورے طور سے اس کا احساس نہیں کیا۔ یا۔ کیا باعث ہے کہ ابھی تک ہر جگہ نیشنل لیگ کی شاخیں کھل نہیں گئیں۔ ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے جو سرکاری ملازم نہیں وہ نیشنل لیگ کا ممبر بنے نیشنل لیگ کے ہر ممبر کا طرۂ امتیاز یہ ہوگا کہ وہ

کوئی قدم قانون شریعت اور قانون حکومت کے خلاف نہ اٹھائے۔

اس امتیاز کو قائم رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ نیشنل لیگ کا ممبر ہو جائے۔ جس جس جگہ نیشنل لیگ قائم نہیں۔ وہاں کے احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ جد نیشنل لیگ قائم کر دیں اور اس کے عہدہ داروں کی اطلاع صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور بیرون دہلی دروازہ کو دیں نیشنل لیگ کی ممبری کی اہمیت کے لئے ہر احمدی کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبہ کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنی جماعت کے ایک حصہ کو اجازت دی تھی کہ ان میں سے وہ لوگ جو آزاد ہیں اور حکومت کے ملازم نہیں اپنے مقام پر نیشنل لیگ بنالیں۔ اور جماعت کی حرمت کے تحفظ کے لئے کام کریں۔ مگر جہاں ہزاروں کی تعداد میں مجھے خطوط آئے ہیں بلکہ جماعتوں کے افراد کے خطوط ملا کر میں سمجھتا ہوں پچاس ساٹھ ہزار نفوس کی طرف سے عزیزم مرزا شریف احمد صاحب پر ایک احراری کے حملہ کے سلسلہ میں خطوط آئے ہیں۔ وہاں میں پوچھتا ہوں کہ ان میں سے کتنے ہیں جو نیشنل لیگ کے ممبر بنے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ میری طرف غصہ اور جوش سے بھرے ہوئے خطوط لکھ دینے سے ان کے ایمان کا امتحان ہو جائے گا۔ اگر واقعہ میں تمہارے اندر ایمان ہوتا۔ اور ان واقعات کے نتیجہ میں تمہارے دلوں میں عارضی جوش نہیں۔ بلکہ حقیقی غیرت پیدا ہوئی ہوتی تو بجائے اس رنگ میں جوش کا اظہار کرنے کے تمہیں چاہیئے تھا کہ **تم نیشنل لیگ کے ممبر بنتے** اور اس کو مضبوط بناتے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے نیشنل لیگ کی ممبری اس وقت دو اڑھائی ہزار سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ اگر اپنے فرائض کا احساس ہوتا اور با قاعدہ جد و جہد کی جاتی تو نیشنل لیگ کے اڑھائی تین ہزار ممبر صرف ضلع گورداسپور سے ہو سکتے تھے۔ میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ زبانی وعدوں سے نہ خدا خوش ہو سکتا ہے نہ میں خوش ہو سکتا ہوں۔ اور نہ دنیا کا کوئی عقلمند خوش ہو سکتا ہے۔ تم اپنی کتنی ہی غصہ والی شکل بناؤ۔ تم خواہ غیظ و غضب سے کتنا کانپنے لگ جاؤ۔ تم کتنے ہی جوش میں مجھے چٹھی لکھ دو۔ تم کتنے ہی زوردار الفاظ میں اخبار میں ایک ریزولیوشن شائع کرا دو۔ ان تمام باتوں کا کیا فائدہ ہوگا۔ اور کون اس سے متاثر ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مثل سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا جس کے مطبخ میں سے بہت سے کتے بہت سی چیزیں کھا جایا کرتے تھے۔ جب اس کے باورچی خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا کیونکہ بہت سی چیزیں تو کتنے کھا جاتے اور بہت سی چیزیں ان کے منہ ڈالنے کی وجہ سے بیکار ہو جاتیں تو اس نے اخراجات کم کرنے کی کوشش کی۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ باورچی خانہ کا دروازہ نہ ہونے کی وجہ سے کتے اندر داخل ہو جاتے ہیں تو اس نے حکم دیا کہ باورچی خانہ کا دروازہ لگا دیا جائے۔ تاکہ کتے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ جب دروازہ لگ گیا تو سارے کتے مل کر رونے لگے کہ اب تو ہم بھوکے مر جائیں گے۔ جب سب نے مل کر رونا شروع کیا تو ایک بڈھا کتا آیا اور کہنے لگا کہ او تم کیوں ہو انھوں نے کہا کہ ہم بھوکے مر جائینگے ہم فلاں امیر کے باورچی خانہ کی چیزیں کھا لیا کرتے تھے۔ ہزاروں کی رسد اس میں پڑی رہتی تھی اور بیسیوں چیزیں ہمیں ملتی تھیں۔ مگر اب اس نے دروازہ لگوا دیا ہے۔ وہ بڈھا کتا کہنے لگا پاگل ہو گئے ہو۔ بھلا جس نوکر کو اس بات کی پرواہ نہ تھی کہ تم وہاں سے چیزیں اٹھا اٹھا کر کیوں کھاتے ہو وہ اس دروازہ کو بند کب کریگا تو خالی ریزولیوشنوں سے کوئی نہیں ڈرا کرتا۔ نہ لوگوں پر اس کا کوئی اثر ہوا کرتا ہے اور نہ عقل سے باہر نکل کر اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے کوئی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو منظم کر دینا اور قانون کے ماتحت رہتے ہوئے استقلال اور حسن تدبیر سے اپنے مطالبات کے حصول کے لئے کوشش کرنا یہ وہ چیزیں ہیں جو ان کو حقوق دلاتی ہیں۔ اگر قادیان کے تمام افراد بھی نیشنل لیگ کے ممبر بننا چاہیں تو بن سکتے ہیں کیونکہ کوئی سرکاری ملازم نہیں۔ جمعہ میں ہی تین ہزار کے قریب احمدی ہوتے ہیں۔ اور اس ضلع کی احمدی آبادی میرے نزدیک ۲۵ ہزار کے قریب ہے۔ گو کبھی بھی صحیح طور پر مردم شماری کا ہمیں موقعہ نہیں ملا (پچھلے دنوں میں نے ہدایت کی تھی کہ ضلع بھر کی احمدی مردم شماری کر کے میرے پاس رپورٹ بھی جائے

گر افسروں نے سمجھا۔ یہ مردم شماری صرف ان کے اپنے علم اذدیاد کے لئے ایک کھیل ہے۔ میرے پاس انھوں نے رپورٹ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی)

بہرحال اگر جماعت کی تعداد اس سے نصف بھی ہو جتنی میں نے بیان کی ہے۔ تب بھی تین ہزار آدمی ضلع گورداسپور سے نیشنل لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اور اگر باقی جماعتوں کے ممبروں کو اس میں شامل کر لیا جائے تو نیشنل لیگ کے ممبروں کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی ہے

مگر افسوس ہے اس کی اہمیت کو ابھی تک لوگوں نے نہیں سمجھا۔ اگر نیشنل لیگ اپنے ممبروں میں توسیع کرے تو زیادہ ذمہ داری کے کام اس کے سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ اور ہم پہلے سے زیادہ اختیارات نیشنل لیگ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس کے پانچ ہزار ممبر بن جائیں —

جب پانچ ہزار ممبر بن جائینگے۔ اور مجھے اس کی اطلاع مل جائے گی اسوقت انھیں زیادہ وسیع پیمانے پر کام کرنے کی اجازت دیجائے گی +

بقایا دار اپنا بقایا بہت جلد صاف کریں۔
منیجر

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

الحکم کے قیام وبقا کے لئے

کوئی اخبار کبھی زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اس کے انصار اور معاونین اس کی طرف پوری توجہ نہ کریں۔ اخبار الحکم جس محنت سے تیار کیا جاتا ہے اس کا اعتراف سب احباب کو ہے مگر باوجود اس اعتراف کے مجھے یہ جائز شکایت ہے کہ بہت سے اس کی قیمت کی ادائیگی میں حد سے زیادہ سستی کرتے ہیں ۱۹۳۵ء کی قیمت ادا کرنے والے دوست غور کریں کہ کیا وہ اب قیمت ادا کرنے میں کوئی مہربانی کا سلوک کر رہے ہیں۔ کیونکہ اخبار کی اشاعت پر آٹھ ماہ گزرنے کو آئے۔ اور وہ آٹھ ماہ سے پرچے لے رہے ہیں۔ اب اگر وہ قیمت ادا کرینگے۔ تو یہ پیشگی نہیں کہلائے گی۔ بلکہ اخبار کا جائز حق ہے جو وہ آٹھ ماہ کے بعد لے رہا ہے۔ میں ان تمام خریداران سے اس ماہ جاری اور آئندہ ماہ میں بقائے صاف کرنے کے لئے بذریعہ وی پی مطالبہ کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ احباب الحکم کے احیاء اور بقاء کے خیال سے وی پی وصول فرما کر ممنون فرمائینگے۔

قابل افسوس

الحکم کے خریداروں میں چند ایسے دوست بھی ہیں جو سال بھر اخبار لینے کے بعد جب ان کو وی۔پی جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا واپس آتا ہے — مکتوب الیہ عرصہ سے **لاپتہ ہے**۔ مکتوب الیہ فوت ہو چکا ہے۔ یہاں اس نام کا کوئی شخص نہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ سال تک تو کوئی نہ کوئی زندہ۔ یا کوئی صاحب نام ونشان پرچہ لیتا رہتا ہے۔ اور وی پی کیوقت وہ لاپتہ۔ مردہ بے نام ونشان بن جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جو شخص بھی اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ خواہ وہ احمدی کہلانیوالا ہو یا غیر احمدی۔ ڈاکخانہ کا ملازم ہو یا کوئی اور معترض خودہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک قسم کی اخلاقی موت مرتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی قسم کی چوری کا ارتکاب کرتا ہے جو بدترین قسم کی چوری ہے۔ میں اس اخبار کے ذریعہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے لوگ اگر اپنی حالت پر رحم نہیں کرتے تو وہ ہم پر رحم کریں۔ اور ہمارا اسطرح نقصان نہ کریں۔ بلکہ فوراً پہلے ہی پرچے پر لکھوا کریں کہ اس نام کا یہاں کوئی شخص نہیں اور اسطرح ہمارا مالی اور اپنا روحانی نقصان نہ کریں۔

الحکم سے ہمدردی

جن احباب کو الحکم سے ہمدردی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اخبار سلسلہ کی کوئی خدمت کر رہا ہے ان سے پر زور درخواست کروں گا کہ وہ الحکم کی ترقی اشاعت میں حصہ لیں۔ اور کم از کم ایک جدید خریدار دیکر الحکم کو ممنون فرمائیں

اگر کم از کم دو سو جدید خریدار الحکم کو مل جائیں تو موجودہ صورت سے بھی الحکم بہتر ہو سکتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ الحکم کے مربی وانصار جلد سے جلد اس کمی کو پورا کر دینگے۔

درخواست دعا

:۔ حسن صاحب رہتاسی کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

جلسہ سالانہ پر الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

جس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کے فوٹو بلاک۔ سیرت مسیح موعود علیہ السلام سنہری اوراق۔ سلسلہ کی تاریخ کے قیمتی ابواب۔ خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کارنامے۔ شہدائے ملت کے دل ہلا دینے والے حالات۔ روح پرور غزلیات۔ غرض بے بہا معلومات کا خزانہ اس میں جمع کر دیا جائیگا سلسلہ کے مایہ ناز اہل قلم بزرگوں اور مشہور ومعروف شعراء سے مضامین اور غزلیات حاصل کی جائینگی اس ادبی۔ علمی۔ مذہبی باتصویر صحیفہ کا حجم سو صفحات ہوگا جس کی بہترین کتابت اور طباعت دیدہ زیب ہوگی۔ جو جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر صرف ایک روپیہ میں مل سکے گا۔

ہر شخص کو اپنا نام خریداری کے لئے درج کرانا چاہیئے۔ تمام درخواستیں بنام ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان آنی چاہئیں

(منیجر)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت میاں معراج الدین صاحب لاہوری کی روایات

میاں صاحب موصوف میری کسی معرفی کے محتاج نہیں ہیں۔ لاہور کے ایک معزز خاندان کے ممبر ہونے کے علاوہ سلسلہ میں اپنی متعدد تصانیف اور اخبار ... کے مالک ہونے کی وجہ سے بھی مشہور ہیں۔ آپنے مندرجہ ذیل روایات ۱۹ر مارچ ۱۹۳۱ء کو ذکر حبیب کی ایک مجلس میں بیان کیں (ایڈیٹر)

164

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قصبہ قادیان میں ۳۵-۱۸۳۴ء کے درمیان پیدا ہوئے وہ سکھوں کا عہد تھا۔ آپ کی وفات انگریزی حکومت میں ہوئی۔ گویا حضور نے دو حکومتوں کا عہد پایا۔ اور اس لحاظ سے آپ ذوالقرنین تھے۔

حضور کا ایک الہام تھا

تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

آپ کے عہد میں بعض حکومتیں بھی اُلٹ گئیں۔

۳۵-۱۸۳۴ء کے لحاظ سے آپ کی عمر ۷۳ یا ۷۴ کے قریب ہوئی اور سنہ ہجری کے لحاظ سے ۸۰ برس کے قریب عمر بنتی ہے۔

عمر کے متعلق مینے تحقیقات کی تھی۔ قادیان کے پنڈت سے بھی پوچھا تھا۔ اس کا اندازہ بھی اس کے مطابق تھا۔ میاں جان محمد صاحب جو میاں دین محمد بگا کے والد تھے ان کی روایت بھی اس کے مطابق تھی۔

حضور کی پیدائش اس مکان میں ہوئی جو مرزا سلطان احمد صاحب کا مکان ہے۔ مینے اس کمرہ کو دیکھا ہے

آپ کی تعلیم کے لئے آپکے والدین نے گھر پر استاد رکھ دیئے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبار کی زندگی ایک قسم کی گداگری کی زندگی ہوتی تھی۔ اور یہ بات حضور کے لئے خدا تعالیٰ کو پسند نہ تھی۔ اسلئے اس نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ والدین نے گھر پر استادوں کا انتظام کر دیا۔

آپکے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب ایک معقول عہدے پر سرفراز تھے۔ اسلئے آپکے والد صاحب بھی یہ چاہتے تھے کہ آپ بھی کسی معزز عہدے پر فائز ہو جائیں۔

ابتدا میں آپ کو اپنے والد صاحب کی تعلیم کے ماتحت مقدمات کی بھی پیروی کرنی پڑی تھی۔ مگر آپ اس کام میں خوش نہ تھے۔ بلکہ صرف والد صاحب کے حکم کی اطاعت کے لئے پیروی مقدمات پر جاتے تھے۔ مقدمات کی پیروی میں کبھی آپنے راستبازی اور راستگوئی سے انحراف نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے اکثر مقدمات کو نقصان پہنچ جاتا تھا۔

آپکے والد صاحب چونکہ قادیان کے رئیس تھے۔ اور حکام سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلئے انہوں نے آپ کو سیالکوٹ ملازمت کے لئے بھیجدیا۔ انگریز افسر آپ پر مہربان تھا۔ اس نے ایسی جگہ پر لگایا جس سے لوگ کافی آمدنی پیدا کر لیتے ہیں اور آئندہ ترقی کے لئے ایک زینہ تھی۔ ایکدن اس انگریز نے پوچھا کہ کچھ گھر بھی بھیجتے ہو؟ تو آپنے فرمایا کہ میں تو گھر سے خرچ منگا کر گذارہ کرتا ہوں یہ اسلئے کہ حضور ناجائز آمدنی سے تو فائدہ اٹھاتے نہیں تھے اور تنخواہ اخراجات کیلئے کافی نہ ہوتی تھی۔

(۲)

وکالت کی تیاری

ایک دفعہ آپنے اپنے والد صاحب کے حکم کے ماتحت وکالت کے امتحان کی تیاری کی۔ آپکے ہم سبق ایک ہندو صاحب تھے۔ آپنے امتحان سے قبل ہی اپنے ہندو دوست کے کامیاب ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور آپ کو اپنے متعلق بھی علم دیا گیا تھا کہ آپ اس امتحان میں کامیاب نہ ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء آپسے ایک خاص کام لینا تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپکو اس دنیاوی مشاغل سے بالکل الگ رکھا۔

(۳)

آپکی دینداری کا اثر

سیالکوٹ میں ایک سنیئر پادری سے آپ کی مذہبی گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے وہ آپ سے اسقدر متاثر ہوا کہ وہ آپ کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ کچہری ختم ہونے پر گاڑی لیکر آپکے لئے آتا اور کبھی پاپیادہ آپکے ہمراہ آکر بیٹھتا۔ اور گفتگوئیں باتیں سنتا رہتا۔ اس کے ماتحت اسے اکثر منع کرتے۔ اور کہتے کہ آپکے وہاں جانے سے ہماری اور آپ کی سبکی ہوتی ہے آپ ایسا نہ کریں۔ مگر وہ کہتا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ شخص آئندہ بہت بڑا آدمی ہونیوالا ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے سے میری اور تمہاری سبکی نہیں بلکہ عزت ہے اور فخر کا موقع ہے۔

(۴)

گوشہ نشینی

ایام سیالکوٹ میں آپ اپنے فرائض سرکاری سے فارغ ہوکر اپنا وقت گوشہ نشینی میں گذارتے۔ جس کو آپ عبادت اور مطالعہ میں صرف کرتے۔ اور کبھی بھی اپنے وقت کو فضول طور پر ضائع کرنے کو پسند نہ کرتے۔ بلکہ تنہائی کو پسند کرتے ہوئے اپنے وقت کو مفید کاموں میں صرف کرتے تھے۔

(۵)

ابتدائی ایام کی بیعت

ابتدائی ایام میں بیعت آپ ایک بند کمرے میں بیٹھتے تھے اور ہر ایک شخص سے الگ الگ بیعت لیتے تھے۔ اور بیعت کے بعد آپ تقریباً ایک گھنٹہ تک لمبی دعا فرمایا کرتے تھے۔ میری بیعت بھی اسی طریق سے ہوئی۔ اتنی لمبی بیعت میرے لئے ایک بالکل نئی اور نرالی بات تھی۔ بیعت کے بعد آپ اکثر نماز کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

(۶)

ابتدائی ایام کا مجاہدہ

ابتدائی ایام میں آپنے بہت مجاہدات کیئے۔ ان مجاہدات میں ایک مجاہدہ روزہ بھی تھا۔ آپ اس مجاہدے کی وجہ سے اسقدر کم خوراک کھاتے تھے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کچھ نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ جو کھانا آپ کو آتا تھا اسے آپ دوسروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

(۷)

مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک واقعہ

آپ مرزا سلطان احمد صاحب سے ابتداء میں اُن کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے ناراض تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی معرفت حضرت اقدس سے معافی کی خواہش کی آپ نے فرمایا:-

"اصلاح کے لئے بغیر ہم معافی نہیں دے سکتے پہلے انھیں اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے"

اس سے حضور کی اندرونی قلبی حالت کا پتہ لگتا ہے۔ آپ کا اپنا بیٹا جو ایک بڑے عہدے پر فائز تھا۔ آپسے معافی چاہتا ہے آپ ایک دنیادار باپ کی طرح نہیں کرتے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ جس بات سے ہم ناراض ہیں اس کی اصلاح کریں تو معافی مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرزا صاحب کی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے زمانہ میں وہ کمزوری دور ہو گئی۔ اور اپنی تمام امور کی اصلاح کر کے سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔

(۸)

تائی صاحبہ

آپ کی بھاوجہ جو مرزا غلام قادر صاحب کے گھر سے تھیں اور آپکے صاحبزادوں کی تائی تھیں اور اسی نام سے مشہور تھیں حضرت صاحب کی سخت مخالف تھیں۔ آپ کو اور آپ کی جماعت کو بُرا بھلا بھی کہا کرتی تھیں۔ مگر آپ کبھی ان کے خلاف کچھ نہ کرتے تھے۔ بلکہ حضور کو الہام ہوا تھا کہ

تائی آئی

اور یہ الہام بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ذریعہ پورا ہوا جبکہ وہ تائی صاحبہ جو سلسلہ سے باہر تھیں اور کسی زمانہ میں بُرا بھلا کہا کرتی تھیں سلسلہ میں داخل ہو گئیں

(۹)

رشتہ داروں کی مخالفت

آپ کے خاندان کے لوگ مشیت الٰہی کے ماتحت سخت مخالف تھے جس میں یہ راز تھا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپ کی کامیابیوں میں آپکے رشتہ داروں کا ہاتھ تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ انھوں نے مسجد کے راستے میں۔ شارع عام میں ایک دیوار کھینچ دی تاکہ نماز کے لئے جو لوگ گزرتے ہیں ان کو تکلیف ہو۔ معاملہ عدالت تک گیا۔ دیوار گرائی گئی۔ اور عدالت نے ڈگری دیدی اور اس کا اجرا ہوا۔ مگر آپنے اپنے چچا زاد بھائیوں کی خواہش پر اس خرچہ کی رقم کو چھوڑ دیا۔

(۱۰)

مدرسہ احمدیہ کی زمین

جہاں اب مدرسہ احمدیہ ہے اس جگہ فصیل تھی جو ٹوٹ گئی تھی ایک دیوار جو میں نے بھی دیکھی ہے اسوقت موجود تھی۔ وہ نیلام ہوئی تو آپنے تین سو روپے میں خرید لی اور اس جگہ عمارتیں بنوائیں۔ عمارتیں بننے سے قبل آپ یہاں ٹہلا کرتے تھے یہ جگہ بذریعہ خرید آپ کی ملکیت تھی اسلئے اس جگہ سے کسی کو مٹی گارا لینے کا حق نہیں تھا۔ مگر آپکے رشتہ دار زبردستی یہاں سے مٹی گارا لیتے تھے اور احمدیوں کو تنگ کرتے تھے اور بعض شریر لوگ ان کی شہ پا احمدیوں کو تنگ کرتے مگر حضرت اقدس صبر اور تحمل سے کام لیتے۔

آپنے اس زمانہ میں بعض زمین کے ٹکڑے بہت بہت قیمت دیکر خریدے تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ جو مانگتے ہیں ان کو دے دو۔ الغرض دشمنوں کے ساتھ بھی آپکے تعلقات محسنانہ تھے آپکا طریق تھا کہ ان تعلقات کو جو خدا تعالیٰ کے لئے ہوں مقدم رکھتے تھے۔ آپ دنیوی املاک اور مقبوضات کو ہیچ سمجھتے تھے۔ غرض خدا تعالیٰ کے راستے میں ہر چیز کو لاشے سمجھ کر قربان کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔

(۱۱)

چابیوں کا گچھا

آپ کے ازار بند کے ساتھ چابیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ یہ چابیاں ان صندوقچیوں کی تھیں جن میں مختلف مخالف مولویوں کے گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط مقفل تھے۔ جن پر آپ کو قلم اٹھانا پڑتا تھا اور مضامین لکھنے ہوتے تھے اور وہ صندوق جن میں ضروری کاغذات اور کتابیں تھیں۔ آپ اپنے پاس عمدہ اور اچھی دوائیں بھی رکھا کرتے تھے۔ وہ بھی محفوظ رکھا کرتے تھے

حضور فرمایا کرتے تھے **خدا تعالیٰ کی عطا کی حفاظت بھی شکر میں داخل ہے**

(۱۲)

حضور کا لباس

حضور کا لباس سادہ تھا۔ مگر حضور مولویانہ اور صوفیانہ لباس نہیں پہنا کرتے تھے۔ شرفاء کے رنگ کا پاجامہ شرعی شلوار کی طرز کا پاجامہ مگر کھلا۔ میں نے ہمیشہ دیکھا دیسی کرتہ کھلی آستینوں والا پہنا کرتے تھے۔ کرتہ بہ ایک صدری ہوا کرتی تھی جس کی بڑی بڑی جیبیں ہوتیں اوپر کوٹ یا جبہ پہنا کرتے سر مبارک پر پگڑی پہنتے جرابیں کھلی پہنتے اعصاب کو ہمیشہ گرم رکھتے۔ جوتی کھلی پہنا کرتے تھے۔

ایک دفعہ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی نے انگریزی جوتا بھیجا۔ تھوڑی دور چلکر ایڑی کو دبا دیا۔ فرمایا بڑی تکلیف ہوئی۔ ہم تو ایک انگل کھلا رکھتے ہیں تنگ جوتا

پاؤں کے لئے دوزخ ہوتا ہے۔

(۱۳)

ابتدائی ایام میں کھانا

ابتدائی ایام میں لنگر خانہ کا انتظام اندر تھا حضرت ام المومنین کو دیگر مصروفیات کے ساتھ یہ سارا کام خود کرنا پڑتا تھا۔ حضور مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضور کے تبرک کے لئے بڑی کشمکش ہوا کرتی تھی۔ آپ کھانا تھوڑا کھاتے تھے اور چبا کر کھاتے تھے۔ کھانے میں اچھی اچھی چیزیں مہمانوں کے سامنے رکھتے تھے اور بعض لوگوں کے آگے اپنے سالن میں سے بوٹیاں نکال نکال کر رکھتے تھے۔

پھر جب مہمان زیادہ آنے لگے تو روٹی کا باہر انتظام کر دیا۔ اور سالن اندر رہنے دیا۔ پھر تیسرے دور میں سالن اور روٹی سب کچھ باہر پکنے لگا۔

(۱۴)

پیرا نندتا

اسی سلسلہ میں پیرا نندتا خادم کا ذکر بھی ضروری خیال کرتا ہوں وہ حضور کی صحبت میں رہ کر بھی ایک جنگلی جانور رہا۔ اس کو کلمہ طیبہ کا ایک حصہ بھی نہ آتا تھا بلکہ حضرت صاحب کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ مگر وہ مہمانوں کی خوب خدمت کرتا تھا۔ اور ایسی ہمت سے خدمت کرتا تھا کہ دھوپ اور بارش کی بھی پروا نہ کرتا تھا۔

(۱۵)

فیصلہ آسمانی

حضور نے جب کتاب آسمانی فیصلہ شائع کی تو اس میں اپنے مامور ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اور لکھا کہ میں سچا ہوں اور سچ پر ہوں سلسلہ کے مخالفوں کو کہا کہ میری سچائی کے متعلق شک ہے میرے ساتھ فیصلہ کر لو۔ اور یہ تجویز فرمائی کہ قبولیت دعا کے ذریعے اپنی اپنی سچائی کا فیصلہ کر لیا جائے۔ جس کے ساتھ خدا ہوگا اس کی دعا قبول ہوگی۔ دوسرے کی نہیں ہوگی۔ لاعلاج مریض اور مصیبت زدہ لوگ درخواستیں دیں اور ان کو جمع کر کے ایک جماعت کے سامنے ایک ڈھیری لگا دی جائے۔ اور پھر آدھے آدھے آدمی تقسیم کر لئے جائیں۔ وہ سب ملکر اپنے حصے کے بیماروں اور مصیبت زدگان کے لئے دعا کریں۔ اور میں اکیلا دعا کروں گا۔ اگر نتیجہ مساوی بھی نکلا تو میں سمجھ لوں گا کہ میں اپنے دعوے میں سچا نہیں۔ اور اگر میری طرف ان لوگوں کی کثرت ہوئی جو اچھے ہوں گے اور جنپر اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ تو سمجھ لینا میں اپنے دعوے میں سچا ہوں۔ اور یہ میری صداقت کا ثبوت ہوگا۔

(۱۶)

آسمانی فیصلہ کے بعد لاہور کا سفر

آسمانی فیصلہ لکھنے کے بعد آپ لاہور تشریف لیگئے۔ اسوقت مخالفت سخت زوروں پر تھی۔ بڑی سختی سے لوگوں نے اسوقت مقابلہ کیا — حضور کے لئے ایک سو روپیہ ماہوار کا مکان کرایہ پر لیا۔ یہ ایک بڑا مکان تھا۔ اور ایک ہندو کا مکان تھا مہمان بڑی کثرت سے آتے تھے۔ وہاں ایک جلسہ کیا گیا۔ حضور کے حکم سے اس جلسہ میں فیصلہ آسمانی پڑھ کر سنایا۔ اسوقت لوگ مکان پر چڑھ کر اینٹیں مارتے تھے۔ اسوقت لاہور کے باشندے آج بھی مخالفت کو خدمت دین سمجھتے تھے۔ ہم نے دروازہ بند کر دیا تو لوگ دروازے پر اینٹیں مارتے تھے۔

(۱۷)

ایک مخالف فقیر

اسی مخالفت کی رو میں ایک لمبے بالوں والا فقیر سراج الدین نامی آگیا۔ پہلے تو نرمی سے باتیں پوچھتا رہا۔ پھر گالیاں نکالنے لگا۔ اور گھنٹہ بھر گالیاں نکالتا رہا اور حضور سنتے رہے احباب کو سخت غصہ آرہا تھا۔ مگر حضور کے چہرے پر ذرا ملال نہ تھا۔ جب وہ تھک گیا تو حضور نے فرمایا۔

”بس یا کچھ اور بھی“

(۱۸)

ایک پبلک تقریر

حضور نے لاہور میں ایک پبلک تقریر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ بڑی کوشش سے ایک کوٹھی لی گئی۔ جو جو نے منڈی میں تھی۔ چونکہ شورش زیادہ تھی۔ اسلئے حضور کو بازار کے راستے سے پہنچایا گیا۔ مقابلہ پر مولوی محمد حسین بٹالوی تھا اس نے باہر پرجوش تقریر شروع کر دی۔ اس کی تقریر کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگ شور سن کر اندر آجاتے اسطرح خدا نے اسے ایک اشتہار بنا دیا۔ جب صحن بھر گیا۔ تو حضور نے ایک تقریر فرمائی۔ ہندو مسلمانوں پر اس کا بڑا اثر ہوا۔

آپ کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے قصیدہ بڑے زور سے پڑھا تھا

اس جلسہ کا لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ آدمی حضور کی تقریر سن کر مولوی محمد حسین کو برا بھلا کہتے تھے۔

(۱۹)

ایک دیوانہ گلے پڑ گیا

پیغمبر سنگھ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عاشق تھا۔ اس کا بھائی ایک دیوانہ سا شخص تھا اپنے آپ کو مہدی خیال کرتا تھا۔ حضرت ظہر کی نماز پڑھکر پڑھ کر مسجد سے نکلے۔ تو وہ گلے پڑ گیا۔ چھڑاتے چھڑاتے حضور گر گئے۔ وہ کہتا تھا **آ مہدی مہدی لڑیں** لوگوں کو بہت جوش تھا۔ مگر حضور نے سب کو روک دیا اور اسے کچھ نہ کہنے دیا۔

روایات کے متعلق ایک ضروری اعلان

الحکم اپنے اس دور میں یہ چاہتا ہے کہ جس قدر روایات سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مل سکیں اُن کو جمع کر دیا جائے۔ دفتر الحکم اپنی طرف سے کوشش کرتا ہے کہ ایسی روایات شائع کی جائیں جو درست اور صحیح ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ راوی نسیان میں مبتلا ہو گیا۔ یا واقعات کی ترتیب بیان کے وقت آگے پیچھے ہو گئی ہو۔ اس قسم کے سہو یا نسیان سے بھی بہت سا فرق پڑ جاتا ہے۔ اسلئے میں اس اعلان کے ذریعہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان روایات کے بیان میں کسی قسم کا نقص پائیں۔ وہ تاریخی رنگ میں ہو۔ یا ترتیب میں واقع ہو۔ یا اس کے اور کسی حصے میں ہو۔ تو اسے فی الفور میرے تک پہنچا دیں۔ تاکہ اسے بھی شائع کر دیا جائے اور اسطرح واقعات کی صحت ہو سکے کیونکہ اگر اس زمانہ میں ان روایات کی صحت نہ ہو سکی۔ تو بعد میں بہت دقت پیدا ہو جائیگی۔ اسلئے میں تمام صحابہ مسیح موعود کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کراتا ہوں امید ہے کہ وہ اگر کبھی اس قسم کا سقم محسوس کریں تو صاف کر دیا کرینگے۔

(ایڈیٹر)

روایات

مستری قطب الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مستری صاحب مرحوم ومغفور ایک پُرانے صحابی تھے۔ اور عرصہ دراز سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہو چکے تھے۔ تلواروں اور چھریوں وغیرہ کے بنانے میں ماہر تھے۔ آپنے یہ روایات ذکر حبیب کی ایک مجلس میں بیان فرمائی تھیں۔ (ایڈیٹر)

فرمایا:-

میرے احمدیت میں داخل ہونے اور ایمان لانے کا اصل باعث کتاب آسمانی فیصلہ اور ازالہ اوہام تھی۔ جن سے میرا شرح صدر ہوا اور میں نے بیعت کر لی۔

آپکی کتابوں کی قوت قدسی

میں جب آپ کی کتابوں کو پڑھ رہا تھا تو سب سے پہلے مینے بڑے زور سے اپنے اُستاد کو تبلیغ شروع کی میں وہی دلائل پیش کرتا تھا جو آپنے بیان فرمائے ہیں وہ میرے ان دلائل کو توڑ نہ سکے۔ اور کہنے لگے کہ ہم اصحاب ظواہر ہیں۔ پھر مینے اُن کو قرآن کریم کی آیات اور احادیث پیش کیں اور کہا کہ ان کے ظاہری معنی کر کے بتائیں۔ وہ ان کے معنی بھی نہ کر سکے۔ آخر انھوں نے کہا کہ اگرچہ میں تمہارے دلائل توڑ نہیں سکتا۔ اور نہ جواب دے سکتا ہوں۔ مگر میں مانتا بھی نہیں۔ میرے اُستاد قرآن کریم کے حافظ صحاح ستہ کے ماہر اور تمام علوم عربیہ سے واقف تھے۔

اسی طرح ایک اور عالم فاضل اور بڑے محقق فقیہہ اور محدث شخص تھے۔ جو ہمارے شہر سے بیس میل کے فاصلے پر رہتے تھے۔ میرے وہ دوست تھے۔ میں ان کے پاس گیا۔ اور ان کو تبلیغ کی۔ اُنھوں نے بھی کہا کہ ہم اصحاب ظواہر ہیں ان کو بھی جب ظاہری اور باطنی معنوں میں پکڑا اُنھوں نے بھی میرے اُستاد کی طرح جواب دیا کہ میں نہیں مانتا۔

اپنے پیر سے مقابلہ

پھر میں اپنے پیر کے پاس گیا۔ ان سے ان دلائل کا ذکر کیا۔ تو اُنھوں نے خیال کیا قوم بگڑ گئی۔ حالانکہ میں اپنے خیالات میں منفرد تھا۔ اُنھوں نے مجھے کہا کہ تم مسجد میں چلو۔ میں بھی قضائے حاجت کے بعد آ کر تمہاری تسلی کرتا ہوں۔ یہ مرزائی ہی ہی کیا۔ میں شام تک مسجد میں اُن کا منتظر رہا۔ مگر پیر صاحب ریل پر سوار ہو کر چلے گئے۔ اور اس کے بعد پندرہ بیس برس وہ زندہ رہے۔ مگر وہ بھیرہ میں نہ آئے۔

یہ قوت مینے حضور کی کتابوں اور حضور کے دلائل میں دیکھی کہ کوئی سامنے نہ آتا تھا۔ اور علماء بھی دبتے تھے

۱۸۹۲ء میں میں پہلی دفعہ قادیان آیا۔ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی

۱۸۹۹ء میں میری پہلی بیوی معیت کے لیے آئی اور چند ماہ یہاں رہی۔

پھر یکم فروری ۱۹۰۰ء میں میں قادیان آیا اور یہاں رہنے کا ارادہ ہو گیا۔ مینے حضرت خلیفہ اولؓ سے ذکر کیا۔ آپنے پسند کیا۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا اور عرض کی کہ حضور اگر پسند فرما دیں تو اپنے کام کے اوزار لے آؤں۔ حضور نے خوشی سے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو بڑی عمدہ بات ہے۔ ضرور جلدی سب کچھ منگا لیں۔ چنانچہ میں اپنا سامان لے کر آ گیا اور بیوی بچوں کو بھی لے آیا۔ ابتداء میں چند روز کھانا لنگر سے کھاتا رہا۔ پھر مینے حضور سے عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں اپنے کھانے کا انتظام اپنے گھر میں کر لوں میں اسلئے نہیں آیا کہ اپنے نان نفقہ کا بوجھ حضور پر ڈالوں۔ مجھے ایک کسب آتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ خود میرے لئے راستہ کھول دے گا۔

حضور نے سُن کر تبسم فرمایا کہ آپ تین آدمی ہیں گویا اسطرح آپ کی طرف سے پندرہ روپے ماہوار لنگر خانہ کو مدد مل سکتی ہے۔ تب شام کا کھانا ہم نے اپنے گھر پکایا۔

(نوٹ) گویا کہ ان کا اپنے گھر میں کھانا پکانا اور لنگر سے اسقدر بوجھ کا اُتار دینا حضور نے لنگر کی مدد جانا۔

اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی

میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اپنے اس گناہ کی معافی چاہوں۔ جو زمانہ جاہلیت میں مجھ سے حضور کے حق میں ہوا۔ مینے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور ایک گناہ کی معافی چاہتا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ مینے عرض کی کہ حضور میں جب زمانہ جاہلیت میں تھا اور علماء زمانہ آپ کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ تو میں تائید کرتا تھا۔ اب جب سمجھ آئی تو توبہ کی۔ اور ایمان لائے مگر حضور سے معافی کا خواستگار ہوں۔ آپنے تبسم فرمایا اور معاف فرمایا کہ **جب مومن توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے**

افریقہ جانے کی اجازت نہ دی

میں ایک دفعہ افریقہ جا چکا تھا۔ دوبارہ پھر افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ تو حضور نے فرمایا کہ آپ کا دوبارہ افریقہ جانا پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ زندہ واپس آ گئے۔ پھر مینے بمبئی جانے کی اجازت چاہی آپنے وہ بھی نہ دی۔ پھر مینے رڑکی جانے کی اجازت چاہی حضور نے وہاں جانے کی بھی اجازت نہ دی۔ مینے خاموش ہو گیا اور سمجھا کہ یہی مصلحت الٰہی ہے۔ اس کے بعد ایک اور دوست نے اجازت چاہی حضور نے اُسے بھی انکار کر دیا۔ مگر اس دوست نے سخت اصرار سے اجازت لے لی۔ مگر جب افریقہ پہونچے تو جاتے ہی تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دشمن کے ہاتھ سے موت کا شکار ہو گئے۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ حضور کسقدر ہمپر مہربان اور شفیق ہیں اور اسی لئے ہمارا جانا پسند نہ فرماتے تھے۔

حضور کے حسن اخلاق کا ایک واقعہ

ایک دفعہ شام کے دربار میں حضور جلوہ افروز تھے حضور نے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب! ایک ہفتہ کے قریب دن گزر گئے مینے روٹی نہیں کھائی۔ صرف تھوڑا سا دودھ پی کر گزارہ کر لیتا ہوں زبان پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ اسلئے روٹی نہیں کھا سکتا

حضرت خلیفہ اول نے کچھ علاج عرض کیا۔ اس سے پہلے بھی علاج ہو رہا تھا۔ اس سلسلہ کلام میں میرے دل میں ایک بات پیدا ہوئی کہ اس تکلیف کی اصل وجہ فلاں بات ہے مینے چاہا کہ میں عرض کر دوں۔ مگر مجھے جرأت نہ ہوتی تھی کہ تم حکیم نہیں ہو۔ پھر مولوی نورالدین صاحب جیسے حکیم حاذق کے مقابلہ میں تمہاری کیا ہستی ہے۔ باوجود اس کے میں اپنے آپ کو اس خیال سے روکتا تھا۔ مگر پھر بھی میرے اندر جوش پیدا ہوتا تھا۔ آخر میں نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضور کی عادت تھی کہ جب کوئی عرض کرے تو حضور اس کی عرض ضرور سُن لیا کرتے تھے۔ آپنے مجھے اجازت دی۔ مینے عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی داڑھیں پرانی ہو کر تیز ہو گئی ہیں۔ یعنی ان کی نوکیں نکل آئی ہیں جو زبان کو زخمی کر رہی ہیں۔ اگر حضور پسند فرمائیں تو میں علی الصباح ایک ریتی عمدہ اور صاف بنا کر لے آؤں اور ان نوکوں کو گھسا کر موٹا کر دوں۔

آپنے یہ سُن کر تبسم فرمایا۔ اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ انھوں نے بات تو معقول کی پھر فرمایا۔ بہت اچھا آپ ضرور صبح آ جائیں۔

میں تمام رات جاگتا رہا کہ کب صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مینے ریتی تیار کی اور حضور کے مکان کی طرف گیا۔ حضور نے کھڑکی میں سے آواز دی میں نے عرض کی کہ حضور میں آ رہا ہوں چنانچہ دربار میں حاضر ہو کر دو تین منٹ میں ان کو درست

کر دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور دعا دی اور فرمایا کہ ہماری توجہ تو اسطرف تو گئی ہی نہیں۔ ناحق تکلیف اٹھاتے رہے۔

عامل اور عملیات

ایک دفعہ حضور نویں پنڈ کی طرف تشریف لیگئے سیر میں ساتھ چند آدمی تھے۔ حضرت خلیفہ اول نواب صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ بابو محمد صاحب شیخ نور احمد صاحب چنیوٹی۔ اور خاکسار واپسی پر حضور نے ایک عامل کا ذکر کیا جو بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ اور مولوی صاحب حضور کے پیچھے پیچھے دونین کرم پر آرہے تھے۔ میںنے مولوی صاحب سے کہا کہ حضور جس عامل کا ذکر کر رہے ہیں وہ حضور کی شنید ہے۔ میں خود حضور کے غلاموں میں زندہ عامل موجود ہوں۔ اگر اجازت ہو تو عمل مذکور عملی رنگ میں کر کے دکھاؤں۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب نے تیز قدم اٹھایا۔ اور حضرت اقدس سے مل کر عرض کی کہ حضور اس مجلس میں ایک عامل موجود ہے۔ جو وہی عمل کر سکتا ہے جو وہ عامل مذکور کرتا ہے۔ فرمایا وہ کون ہے۔ میںنے عرض کی کہ حضور میں ہوں۔ اگر اجازت ہو تو کر کے دکھاؤں۔ فرمایا اب بھی کرتے ہو؟ عرض کی کہ اب نہیں کرتا۔ فرمایا اب کیوں نہیں کرتے؟ میںنے عرض کی کہ حضور جب میں بیعت کر کے گیا تھا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کام شرعاً ممنوع ہے اس کو نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلئے میں نے چھوڑ دیا۔ فرمایا:۔ بہت اچھا کیا۔

اسطرح حضور نے نہ عملوں کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور نہ دیکھا۔ اور نہ پسند کیا۔ بلکہ یہ جان کر کہ میںنے ان کو چھوڑ دیا پسند فرمایا۔

کرم دین کے مقدمہ کا ایک واقعہ

کرم دین کے مقدمہ میں حضور گورداسپور میں مقیم تھے۔ کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب نے یار محمد صاحب کو میرے پاس بھیجا کہ قطب الدین کو بلا لاؤ۔ عصر کے وقت مولوی یار محمد صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ حضور بلاتے ہیں میں اسی وقت خوشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گھر والوں کو بھی اطلاع نہ دی۔ ہم دونوں روانہ ہوگئے۔ دس بجے رات کو گورداسپور پہنچے۔ صبح کی نماز میں عرض کی کہ حضور میں حاضر ہوں آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے بغیر مجھے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ مکان کی منڈیروں پر پردے بنواؤ اور کچھ جگہ بتلائیں کہ ان پر چھپر بنواؤ۔ تاکہ بارش کا پانی اندر نہ آسکے

حکم کے مطابق میںنے سب کچھ بنوا دیا۔ اگلے دن میںنے عرض کی کہ حضور اتنا سلسلہ عمارت کا بیگانے مکان میں شروع کر دیا ہے۔ شاید اس پیشی پر فیصلہ ہو جائے

ہنس کے فرمایا یہ تو میں سمجھتا ہوں۔ مگر جس رات بارش اور اندھیری آتی ہے اور افراتفری پڑتی ہے عورتیں اور بچے اِدھر اُدھر اندھیری میں دوڑتے ہیں تو خطرہ ہے کہ کسی کی جان تلف نہ ہو جائے۔ کیونکہ

انسان نہ آنکھیں اور نہ ہزاریں مل سکتا ہی

جب فیصلہ ہوگا تو سب کچھ اکھیڑ لینگے۔

چنانچہ جب فیصلہ ہوا تو بانس سرکیاں وغیرہ کے گڈے لاد دیئے اور اینٹوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جو قریب کی مسجد ہے اس میں دے دو۔ وہی سرکیاں

اور بانس وغیرہ زلزلہ کے دنوں میں کام آئے۔

حضور کے عصا کی برکت

میرے پاس حضور کا ایک عصا ہے۔ اس میں میںنے ایک برکت دیکھی ہے۔ جو یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ تمہاری آنکھوں میں موتیا بڑے زور سے اتر رہا ہے۔ دو ماہ کے اندر تمہاری نظر بند ہو جائے گی میں سن کر خاموش ہو رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں لاہور گیا تو بغرض تصدیق میرے دریافت کرنے کے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے بھی بعینہ وہی بات کہی۔ جو پہلے ڈاکٹر نے کہی تھی تب مجھے فکر ہوا۔ اور میں نے سوچا کہ خدا تعالےٰ نے حضور سے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔ میرے پاس جو عصا ہے وہ بھی حضور کے ہاتھ کی ایک چیز ہے میں کیوں اس سے برکت نہ ڈھونڈھوں۔ چنانچہ میں نے گھر میں آکر عصا ہاتھ میں لیا اور دعا کر کے عصا کو آنکھوں سے لگایا۔ خدا کے فضل کی بات ہے کہ ڈاکٹروں کے کہنے پر بائیس برس گزر گئے۔ مگر میری نظر بدستور ہے۔ اور بغیر عینک لگائے باریک کام کر سکتا ہوں۔

دعائے مغفرت

افسوس ہے کہ موت آئے دن ہم سے بہت دوستوں اور عزیزوں کو جدا کرتی رہتی ہے۔ اور ہم حقوق کی پورے طور پر ادائیگی بھی نہیں کر سکتے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ سید انعام اللہ شاہ صاحب ایڈیٹر و مالک اخبار دور جدید جو بہت سی خوبیوں کے مالک تھے فوت ہوگئے۔ اور میں باوجود خواہش کے ان کے متعلق الحکم میں کچھ نہ لکھ سکا۔

۲۔ اسی طرح بابو اعجاز حسین صاحب دہلوی جو الحکم کے پرانے خریدار اور انصار میں سے تھے فوت ہوگئے اور الحکم دیگر ضروری مضامین کی وجہ سے گنجائش نہ نکال سکا۔ مگر جلد ان کی سیرت کے متعلق لکھ کر فرض سے سبکدوش ہوں گا۔

گذشتہ ہفتہ بھی چند ایک موتیں ہوئیں جن کا مجھکو قلبی افسوس ہے۔

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ کے بڑے بیٹے مفتی حکیم محمد منظور صاحب کی اہلیہ مسماۃ رحیم جان صاحبہ جو علاقہ ہزارہ کی خاتون تھیں۔ اور سلسلہ سے بڑی محبت رکھتی تھیں۔ اپنے خاوند کی بڑی خدمتگذار اور وفادار تھیں۔ ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہوگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ لاہور میں فوت ہوئیں۔ جہاں سے ان کو بذریعہ لاری لایا گیا اور بچوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

(۲) چودھری نور احمد خان صاحب کلرک دفتر مقبرہ بہشتی کی ہمشیرہ صاحبہ مسماۃ لکھاں بی بی کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوگئیں۔ مرحومہ نہایت مخلصہ اور دیندار خاتون تھیں۔ مرحومہ بھی بچوں کے قبرستان میں دفن ہوئیں احباب ان کے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیں ہمکو چودھری نور احمد خان صاحب سے اس صدمہ میں پوری ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کا اجر عظیم دے

(۳) میاں ولی محمد صاحب نمبر جو مولوی جلال الدین صاحب شمس کے بہنوئی تھے۔ اور میرے ہمسایہ تھے۔ ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہوگئے۔ ان کو سل تھی اس وجہ سے انھوں نے بڑی تکلیف اٹھائی

مرحوم کو تبلیغ کا اسقدر جوش اور شوق تھا کہ بعض اوقات گھر سے کوئی چیز خریدنے جاتے مگر کسی کو تبلیغ کا موقع مل گیا تو کئی کئی گھنٹے صرف کر دیتے

ان کو ایک دفعہ امرتسر میں دشمنوں نے اسقدر مارا تھا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ اور بہت سے زخم آئے آپ ایک بیوہ اور دو بچے چھوڑ کر فوت ہوئے

احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی توفیق مانگیں۔

(۴) مولوی محمد پیر صاحب ڈیرہ دگڑھ میں ایک نہایت مخلص بزرگ ہیں۔ ان کی صاحبزادی گلشن افروز فوت ہوگئی ہیں احباب ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کریں اور مولوی صاحب اور ان کے تمام خاندان کے لئے صبر کی توفیق۔

الحکم ان سب خاندانوں سے جن کے یہ افراد فوت ہوگئے ہیں۔ صدقدل سے ہمدردی کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو ان کے صبر کا اجر دے۔ (آمین)

نظارت امور عامہ کا اعلان

جملہ عہدیداران جماعت احمدیہ پنجاب کی خدمت میں عرض ہے کہ ابتدائے سلسلہ سے آجتک احمدیوں کو جہاں جہاں پنجاب میں تکالیف دی گئی ہیں۔ خواہ وہ تکالیف غیر احمدیوں سے پہنچی ہوں یا دیگر مذاہب کے لوگوں سے ان کی تفصیلات بہت جلد درکار ہیں۔ مہربانی فرما کر اعلان ہذا کو پڑھ کر بہت جلد رپورٹ دفتر ہذا کو روانہ فرمائیں۔ ایسی رپورٹیں جہاں جہاں سیکرٹریان موجود ہیں۔ ان کی وساطت سے یکجا طور پر اکٹھی بھیجی جاسکتی ہیں۔ مگر جہاں کوئی جماعت نہ ہو۔ وہاں سے افراد براہ راست بھیجکر ممنون فرمائیں

ناظر امور عامہ

درخواست دعاء

منشی نواب خان صاحب عرائض نویس لودھراں کے دو نوجوان بیٹے ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں سشن جج نے ان کی پھانسی کا فیصلہ کیا ہے۔ اب ہائی کورٹ میں اپیل دائر ہے۔ ہر ایک احمدی بھائی سے درخواست ہے کہ ان نوجوانوں کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سزائے موت سے بچائے۔ آمین

رباعی

کس نے پایا ہے زمانہ میں "مسیحا" سا طبیب
کس کو بخشا حق تعالیٰ نے "نبی زادہ" خطیب
کون ہے جس نے اٹھایا فائدہ ان سے حسنؔ
احمدی وہ احمدی وہ احمدی ہے خوش نصیب

(حسن رہتاسی)

کوائف ابراہیمی

اس عنوان سے میں اپنے مخدوم اور مخلص فی الدین بھائی سیٹھ جی۔ ایم۔ ابراہیم سکندر آبادی کے حالات زندگی شائع کر رہا ہوں۔ میں جب کبھی سکندر آباد آیا میں نے ہمیشہ عرض کیا کہ وہ اپنی دلچسپ اور سبق آموز زندگی کے حالات کو مختصر طور پر قلمبند کر دیں۔ مگر انھوں نے ہمیشہ اعراض کیا۔ لیکن اس مرتبہ خدا کے فضل سے مجھے موقع مل گیا کہ میں اس مخلص فی الدین بزرگ کے حالات شائع کرنے کے قابل ہو سکوں۔

سیٹھ ابراہیم بھائی کے متعلق میرا یقین ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں جو ابدال کا لفظ آتا ہے۔ گو عوام اس کے کچھ عجیب و غریب مفہوم سمجھتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابدال کی جو تعریف کی ہے اس لحاظ سے

سیٹھ ابراہیم ابدال ہیں

جو لوگ ان کی عربی زندگی اور حالات سے واقف ہیں جنھوں نے انھیں لندن۔ امریکہ اور ایشیا کے بڑے شہروں میں دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ مغربی ممالک کے سیاح ابراہیم اور عہدہ حاضرہ کے احمدی ابراہیم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ شخص جو یورپ اور مغرب کی اعلیٰ سوسائٹی میں دخیل اور ہر دلعزیز تھا۔ وہ جو مغربی تہذیب اور تمدن کا دلدادہ اور شیدائی تھا۔ جو رات کو دیر تک اعلیٰ سوسائٹی اور کلبوں میں خوش گپیوں اور تفریحی مشاغل میں مجالس کی رونق بنے ہوئے رہتے تھے۔ اب وہی ابدال ابراہیم عمر کے اس حصہ میں کہ ستر سے متجاوز ہے تہجد میں آستانہ الٰہی پر **مصروف بکا** نظر آتا ہے۔ وہی گریہ و زاری جو ابتداءً وہ موجب نجات یقین کرتا تھا اب اپنی حالت حقیقی میں ظاہر ہوئی۔ اس کے اندر ایک روح تھی جو آستانہ الٰہی پر جھکنے کی فطرت سے خمیر کی گئی تھی۔ اس مجوبانہ حالت میں بھی گریہ و بکا کی کیفیت کا سرچشمہ تھی۔ مگر وہ آہ و زاری غم حسین رضؓ پر تھی۔ اب حنیفیت ملی تو اسی جذبہ کو صحیح طریق پر اختیار کر لیا۔ یہی وہ حالت ہے جہاں ایک مخلص فی الدین مومن

ابدال کہلاتا ہے

غرض مخدومی ابدال ابراہیم کے حالات زندگی اپنے اندر ایک بیش قیمت سبق رکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ قارئین الحکم انھیں دلچسپی سے پڑھیں گے۔

(عرفانی)

پیدائش اور ابتدائی حالات

ہندوستان کے سب سے بڑے تجارتی مرکز اور باب الدنیا شہر بمبئی کے ایک شریف تاجر خاندان میں ۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر ایک برہمن سے زائچہ زندگی تیار کرایا گیا۔ اور پیدائش کا سنہ اور تاریخ اسی زائچہ یا جنم پترہ سے لی گئی ہے

اس زمانہ میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ پیدائش کے وقت برہمن لوگ اپنے علم نجوم کی بنا پر پیدا ہونیوالے بچہ کی زندگی کے تمام حالات کے متعلق علم حاصل کر لیتے ہیں۔ چونکہ خاندان پرانی روایات اور اسوقت کی جاری رسومات کا قائل تھا۔ انھوں نے یہ جنم پترہ تیار کرایا۔ جس کے متعلق بنانے والوں کا دعویٰ تھا کہ اس زندگی کے تمام پیش آنے والے واقعات درج ہیں مگر ہمارے ابدال صاحب فرماتے ہیں کہ

میں نے اس جنم پترہ میں ایک سچائی کے سوا سب جھوٹ پایا۔ وہ سچائی صرف میری پیدائش کی صحیح تاریخ تھی۔

اسلئے کہ وہ ایک فیکٹ تھا نجومی برہمن کے ڈھکوسلے اور قیاسات نہ تھے۔

ہمارے ابدال صاحب کا بیان ہے کہ ابتدائی تعلیم کے متعلق اتنا ہی یاد ہے کہ میں گجراتی زبان میں لکھنا پڑھنا اور حساب سیکھنے کے لئے ایک سکول میں جایا کرتا تھا۔ اور قرآن کریم پڑھانے کے لئے ایک استاد گھر پر آتا تھا۔ میری عمر اسوقت آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھی۔

ابراہیم بھائی کے والدین آغاخانی خوجہ کمیونٹی کے ممبر تھے۔ اسوقت آغاخان اول کا زمانہ تھا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے خوجہ قوم کو یہ تعلیم دی کہ وہ اسے

اپنا مذہبی اور روحانی رہنما یقین کریں۔

یہاں تک حافظہ رہنمائی کرتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ لنگڑا تھا۔

خاندان۔ ابتدائی تعلیم اور حالات

میرے والدین آغاخان کی مذہبی شخصیت اور دعاوی پر کوئی ایمان نہ رکھتے تھے۔ گو قومی حیثیت سے وہ اسی جماعت میں شریک تھے۔ عبادت گاہ یا مذہبی رسوم ادا کرنے کی جگہ کو جماعت خانہ کہا جاتا تھا۔ اور آجتک بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے خوجہ مرد اور عورتیں شام کو وہاں جمع ہوتی تھیں۔ اور کبھی زبان میں دعا کرتے تھے جس میں آغاخان کا نام لیا جاتا تھا۔ جس کو **اسلامی نماز** کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

بارہ برس کی عمر ہوگی جب ایک مولوی صاحب جن کا نام قادر حسین کربلائی تھا بمبئی میں آئے وہ اس لئے کربلائی کہلاتے تھے کہ زیارت کے لئے کربلا ہو آئے تھے۔ یہ مولوی صاحب **اثنا عشری شیعہ** تھے۔ اس نے خوجہ محلہ میں ایک مدرسہ کھولا۔ اور اس کو چند ایسے خوجی مل گئے جنھوں نے اپنے بچے وہاں بھیجدینے کا وعدہ کر لیا۔ اسلئے اس محلہ میں وہی ایک مدرسہ تھا۔ اور بہت سے قریب لڑکے اور لڑکیاں وہاں جمع ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ اس کا اثر بڑھتا گیا۔ اور ہر جمعرات کو اس نے مجلسوں کا آغاز کیا جس میں واقعات کربلا اور شہادت امام حسین رضؓ کے حالات بیان کرتا تھا۔ اس نے گجراتی زبان میں ایک رسالہ بھی

"چراغ ہدایت" کے نام سے شائع کیا

مذہب کا پہلا اثر

اس رسالہ میں اس نے اثنا عشری عقیدہ کی حقیقت بیان کی۔ میرے والد نے بھی مجھے اس کے مدرسہ میں بھیجا۔ اور میں نے اثنا عشری مذہب کے اصول پڑھے۔ ہر شام کو یہ مولوی صاحب نماز مغرب پڑھاتے تھے اور قریباً پچیس خوجے اس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اس طرح مولوی صاحب **مجلس حسین** یکم محرم سے دسویں محرم تک اور مجلس مولود ۱۱ محرم کو اور مجلس زیارت ۱۲ محرم کو منعقد کرتے تھے۔ اس نے خوجہ جماعت میں سے کافی معتقدین حاصل کر لئے۔ ان مجالس کے اخراجات بھی خوجہ لوگ ہی برداشت کرتے تھے سالانہ ایک مجلس ہوتی تھی جس کو **مجلس فنڈ** کہتے تھے۔ اور اس میں دوسرے ممالک کے شیعہ بھی شریک ہوتے تھے۔ ہر مجلس کے خاتمہ پر ایک شاندار دعوت دیجاتی تھی جس میں بریانی کھلائی جاتی تھی۔ اس مجلس کو مجلس جلاہیہ کہتے تھے۔ ابراہیم بھائی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ دعوت پر سو روپیہ خرچ ہوتے تھے۔ کیونکہ مجمع چار سو یا کچھ زائد ہوتا تھا۔ چونکہ نہایت لذیذ کھانا ملتا تھا۔ اسلئے لوگ کثرت سے آتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ

وہ مولوی صاحب کے بیان سے نہیں بلکہ کھانے سے زیادہ لطف اٹھاتے تھے۔

اس تعلیم اور ان مجالس کا اثر ہمارے حضرت ابدال پر یہ ہوا کہ

وہ پکے شیعہ ہو گئے

اور وہ اس عقیدہ میں اس حد تک راسخ ہو گئے کہ وہ ہر ایسے شخص کو جو اثنا عشری نہ ہو اسلام سے خارج ہی سمجھتے تھے۔

اس عمر میں مذہب کا یہ جذبہ اور جوش دراصل ایک نقش اولین تھا۔ آغاخانی خیالات اور طریق کو ترک کرنا آسان امر نہ تھا۔ مگر اس میں کسی روح زندگی کو محسوس نہ کرکے اثنا عشری خیالات کو کر لیا۔ میں اسوقت اثنا عشری عقیدہ کی حقیقت پر

بحث نہیں کرتا۔ بلکہ یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ابدالی ابراہیم صاحب کے قلب میں تلاش حق کا ایک جوش تھا۔ اگر اس کو ذرا دوسرے نکتہ سے دیکھیں تو کہا جا سکتا ہے کہ ان کے عقائد میں تبدیلی کا ابراہیمی رنگ تھا جس طرح ابراہیم کی فطرت سلیم ستاروں۔ چاند۔ سورج پر غور کرتے ہوئے آخر

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان کا موجب ہوئی

اسیطرح ہمارے ابراہیم کی زندگی میں بھی ایک ارتقائی شان قبول حق کی پائی جاتی ہے۔ اثنا عشری کا عقیدہ قبول کر کے وہ ایک راسخ الاعتقاد شیعہ ہو گئے اور کوشش کرتے تھے کہ تمام اعمال اس عقیدہ کے موافق بجا لائیں۔ چنانچہ پوری پابندی اور التزام ان کی زندگی میں پایا جاتا ہے۔

شادی اور کاروباری زندگی کا آغاز

جب آپ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو شادی ہو گئی۔ اور اب وہ ایک متاہل زندگی میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اپنے باپ کے کاروبار میں شریک ہو گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

باوجودیکہ میں اب کاروباری اور متاہل انسان تھا مگر اپنے عقیدہ اور عمل میں ویسا ہی راسخ الاعتقاد تھا۔ اور کوئی چیز مجھے اس سے الگ نہ کر سکتی تھی میں اسلام کی حقیقت اور روح مجالس حسین رضی میں شریک ہونا ہی سمجھتا تھا۔ اور مصائب کربلا سن کر گریہ و بکا ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر مدار نجات ہے۔ شہدائے اہل بیت سے محبت اسلام کا مغز ہے میں اپنے عقیدہ میں ایسا راسخ تھا کہ میں یقین کرتا تھا کہ مجالس حسین میں ایک قطرہ آنسو کا گرا دینا آتش دوزخ کو سرد کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور وہی حصول جنت کا ذریعہ ہے۔ اور یہی ایک فعل ہے جسکے لئے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اسلئے میں ان مجالس میں خراب ہوتا تھا۔ جو مولوی غلام حیدر منعقد کرتے تھے اور ایرانیوں کی مجالس میں بھی جو امام باڑہ میں ہوتی تھیں جاتا اور خوب نالہ و بکا کرتا۔ لوگ مجھے پکڑ پکڑ کر رکھتے تھے تاکہ میں بے ہوش ہو کر نہ گر جاؤں۔

محرم کے دنوں میں واعظ اور مرثیہ خواں آتے تھے جو مجالس میں تقریریں اور سوز خوانی کرتے تھے۔ اور مجالس کے اختتام پر ہر واعظ وغیرہ کی فہرست مرتب کرتا تھا اور ایسے خوجوں اور مغلوں کے ہاں لے جاتا اور اسطرح پر میرا خیال ہے کہ ہر واعظ اپنی قابلیت کے لحاظ سے ایک سو روپیہ سے لیکر ایک ہزار روپیہ تک کما لیتا تھا۔ یہ قابلیت رلانے کی قابلیت تھی۔ مولوی قادر حسین کے مدرسہ میں زیریں منزل میں ایک حوض تھا جس کو آب کُر کہتے تھے۔ یہ حوض وضو اور غسل کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس آب کُر کے متعلق یہ یقین کیا جاتا تھا کہ وہ پاک پانی ہے اور اس کا پانی اس قدر غلیظ ہو جاتا تھا کہ غلاظت بعض اوقات سطح آب پر تیرتی نظر آتی تھی مگر مومنین کی نظر اور عقیدہ میں وہ پاک اور مطہر تھا اور لوگ شوق سے اس میں غوطہ لگاتے تھے۔ اسی میں نہاتے تھے اور کپڑے بھی دھوتے تھے۔ ہر چند روز بعد اس کا پانی بدلا جاتا تھا۔ میں ایک

راسخ الاعتقاد اثنا عشری تھا کہ میں نے اپنا دھوبی اور باورچی بھی اثنا عشری رکھا۔ میں اسوقت ایک بہت بڑے مکان میں رہتا تھا جو سہ منزلہ تھا۔ میں اور والدین سب سے اوپر کی منزل میں سوتے تھے

راسخ الاعتقادی کا کمال

میرے مذہب کی راسخ الاعتقادی اس درجہ پر پہنچی ہوئی تھی کہ میں نے اپنے غسل خانہ میں آب کُر کا حوض بنوانا چاہا۔ اس مقصد کے لئے اپنے غسل خانہ کی توسیع اور حوض کی تیاری کا انتظام کیا۔ حوض لکڑی کا بنایا جا رہا تھا۔ ہمارے مکانات کی نگرانی اور مرمت وغیرہ کے لئے ایک مستری مقرر تھا۔ ایکدن جو وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ نجار لکڑی کا حوض تیار کرنے میں مصروف ہیں اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا بن رہا ہے؟ میں نے کہا کہ میں غسل اور وضو کے لئے حوض تیار کر رہا ہوں۔ اس نے کہا آپ سمجھتے ہیں کہ جب یہ حوض پانی سے پُر کیا جاوے گا تو اس کا وزن کس قدر ہوگا؟ یاد رکھئے وہ اتنا وزن ہوگا کہ سارے مکان کے لئے خطرہ پیدا کر دے گا۔ اور جس حصہ میں حوض ہوگا اسے تو گرا ہی دیگا۔ میں نے کہا کہ کچھ بھی ہو مجھے تو حوض ہونا چاہئیے۔ میں اس ضرورت کو ترک نہیں کر سکتا۔ جب مستری نے کہا کہ پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ بنیاد سے بڑے بڑے آہنی شہتیروں کا پایہ اٹھایا جاوے اور ان آہنی ستونوں پر اسے رکھا جاوے۔ اسطرح حوض کی تیاری کے لئے قریباً دو ہزار روپیہ خرچ کرنا پڑا حوض بن گیا اور میں اس میں وضو اور غسل کرتا اور غسل بھی کیا کرتا تھا

دو ماہ کے بعد پانی غلیظ ہو گیا۔ اور اس میں تعفن پیدا ہو گیا اور ہمارا گھر اس آب کُر کے حوض کی برکت سے مچھروں سے بھر گیا۔ اور مچھروں کی بھن بھناہٹ اور حملے سے ہم رات بھر سو نہ سکتے۔ آخر میرے والدین نے کہا کہ اس حوض کی بدبو اور مچھروں کی کثرت کیوجہ سے کوئی گھر بھر میں سو نہیں سکتا اور میں افسوس کے ساتھ

اس حوض کو ترک کرنے پر مجبور ہو گیا

مولوی قادر حسین کو اس اثناء میں دولت مند خوجے منتقل گئے اور ان کی مدد سے وہ آغا خان کی مخالفت میں ایک جماعت قائم کرنے پر قادر ہو گیا اور اب باہر سے بھی اثنا عشری علماء آ کر آغا خان کی مخالفت میں تقریریں کرنے لگے۔ اسطرح پر خوجہ قوم میں

اثنا عشری فرقہ کی بنیاد مضبوط ہو گئی

اور کچھ لوگ اس فرقہ میں داخل ہو گئے

بمبئی سے ہجرت

سیٹھ ابراہیم صاحب جب تک بمبئی میں رہے وہ ایک راسخ الاعتقاد اور عملی اثنا عشری رہے انھیں ایام میں جبکہ ان کی عبادت کا مرکزی نقطہ گریہ و بکا تھا۔ جس کے لئے وہ خود مجالس منعقد کرتے اور اپنے خرچ پر مجالس منعقد کراتے تھے۔

ایک دردمند دل رکھنے والے مسلمان نے کہا کہ میاں! یہ کام جو تم بڑے جوش سے کر رہے ہو۔ اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ آخر ایک دن برباد کر دے گا سیٹھ صاحب کہتے ہیں کہ اس کے اس قول سے مجھے بڑا صدمہ ہوا اور جوش آیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ محض اس تعصب کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہے جو سنی فرقہ کے مسلمانوں کو اثنا عشری لوگوں سے ہے میں اسوقت بھی سمجھتا تھا۔ مگر واقعات کے لمبے سلسلے نے مجھے اس حقیقت کو دکھلا دیا کہ اسوقت جو لوگ اس تحریک بکا کے سرگرم ممبر تھے۔ وہ سب کے سب مالدار تھے۔ اپنے کاروبار کے فیل ہو جانے کی وجہ سے برباد ہو گئے — خود ہمارے خاندان کو بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

(باقی پھر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات اخبار میں شائع ہو رہے تھے کہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ حالات بھیجے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آجکل مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم کے حالات لکھ رہے ہیں۔ اور چونکہ وہ جلد ان حالات کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس لئے ان کے کتابی صورت میں شائع ہونے سے قبل۔ ان کا اخبار میں چھپ جانا ضروری ہے۔ اسلئے حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات کی ایک اشاعت پیچھے ڈال کر حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کے حالات شائع کر رہا ہوں۔ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ نہایت نیک اور پاک انسان تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے ان کا انجام بخیر ہوا۔ (ایڈیٹر)

سیرت ایوب کا مختصر خاکہ

اسوقت جو میں عزیز مرحوم ایوب بیگ کی سیرت لکھ رہا ہوں میرا وہ خط جو کہ عین عزیز مرحوم کی وفات کے بعد مہینے آخر اپریل سن ۱۹۰۰ء میں الحکم میں چھپوایا تھا۔ میرے سامنے ہے۔ اس خط میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ولی اللہ کے حالات کو گویا کہ ایک کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے جو میرے دل کی حالت ہوئی ہے۔ اور جو رقت اسوقت مجھ پر طاری ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ خط کو پڑھتے پڑھتے میں کئی دفعہ سجدہ میں گرا۔ اور مرحوم اور اس کے والدین بلکہ کل مسلمانوں کے لئے بہت دعا کی اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے بھی دعا کی۔ پیشتر اس کے کہ احباب تک مکمل سیرت پہنچے۔ یہ خط بغرض اشاعت ارسال ہے۔ ممکن ہے کہ اہل دل کو اس سے فائدہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ کی برکات صحبت اس کے لئے سرمہ چشم بن سکیں۔

سعی و کوشش کن گر اہل دل جستجو گر عاقلی + تا بدیدہ تو اں یافتی دیگر چنیں ایام را

دارالسلام ڈلہوزی
۲۴ر جولائی ۱۹۳۵ء

خاکسار: میرزا یعقوب بیگ

مرحوم کی وفات پر خاکسار کا خط

در حقیقت بس است یار یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ننگ دنیا پیشش اند کے باشد

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج میرے لئے نہایت اقبال کا دن ہے کہ میں اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپکے سامنے کرتا ہوں۔ جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جبکہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا۔ یک لخت کاٹ گیا۔ اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔ اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا۔ اور اپنی صرف بیس سالہ عمر میں سب سے پہلے دوسرے جہان میں بلایا گیا بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ اور ایک بھائی کی وفات دوسرے بھائی کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے۔ مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور یگانگت کا تھا۔ میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق وشیدا تھا۔ اور اسقدر دل لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جبکہ مجھے ابھی داڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا۔ اور مرحوم ایوب بیگ مجھ سے بھی خورد سال تھا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری پہونچ ہوئی۔ اس پیر بزرگ نے غایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح کنار عاطفت میں لیا۔ اور ہم کو بھی نہایت لطف کے ساتھ اس نور سے بہرور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہم کو بھی اپنے زمرہ خدام میں شمولیت کا شرف بخشا (ان دونوں پودوں پر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی رہی۔ اور اس مرسل باغبان کے باغ میں پرورش پاتے رہے۔ جس کے باغ کو کسی بیرونی آبپاشی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے اندر ہی اندر ہر ایک درخت کی جڑ کے نیچے نہر چلتی ہے اور اس کو سیراب کرتی ہے اور اس آلہی پیوند سے اور اس باغبان کی کوشش سے دونوں پودے بڑھے پھولے اور سرسبز ہوئے ان کا رنگ و بو نہایت خوشگوار اور دل و دماغ کو راحت بخشنے والا ہوا۔ درمند باغبان ان کو جب کبھی دیکھتا نہایت ہی خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ قضا الٰہی سے ایک دن آندھی چلی۔ اور ان دونوں درختوں میں سے چھوٹا پودا اکھاڑ لگیا اور اس آندھی کے اندھیرے میں کوئی اسکو اٹھا کر لے گیا۔ جب باغبان نے ادھر نظر کی تو اس کو نہ پایا۔ نہایت متفکر ہوا۔ اور قریب تھا کہ درد سے آہ نکالے کہ خداوند ذوالجلال نے آواز دی کہ یہ پودا سب پودوں سے مجھے پسند آیا۔ میں نے اس کو سفلی باغ سے اٹھا کر علوی باغ میں لگا لیا ہے۔ یہ قبولیت کی خبر سنکر باغبان کا دل نہایت خوش ہوا۔ اور اس ذرہ نوازی کا شکر بجالایا۔ وہ تو نہایت خوش قسمت تھا کہ جس کی جڑھ بہشت میں جا لگی۔ جس کو کبھی بھی انقطاع نہ ہوگا۔ اور ابدالاباد تک بڑھے گا اور پھولے گا۔ مگر ابھی دوسرے پودے اور دیگر درختوں کی ہستی معرض خطر میں ہے۔ کہ انکا کیا انجام ہوگا۔ کہ وہ کھڑے کھڑے ہی سوکھ جاتے ہیں یا ان کو بھی اعلیٰ طبقات میں ایسی جگہ ملتی ہے۔)

اس مبارک پیوند کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی اور ہر ایک قسم کے جھل اور نادیگی سے نفرت۔ اور دل جو کبھی کسی قسم کے اثرات سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس مسیحا صحبت سے فیض یاب ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر اور خیر الرسل ہے۔ اور ہر ایک خیر وخوبی کی جڑھ ہے۔ غایت درجہ کا انس ہو گیا۔ اور خدا اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے خدا تعالیٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک باپ کے فرزند ہو گئے۔ اور ماموریت کے اس یکانگت کے تعلق سے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے ایک جان اور دو قالب تھے۔

مرحوم کی وفات

جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا۔ مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جبکہ اس امام زمان کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا۔ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں اسلام کے اس برگزیدہ سلسلہ میں

اسم بامسمی ایوب

اکیلا نہ تھا۔ اور صبر اور استقلال اس نے اپنی ڈیڑھ سالہ یا زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا۔ اس کی اس زمانہ میں بہت کم نظیر ملتی ہے۔ یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اسکے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر شاکر رہا۔ جیسے کہ کوئی دنیادار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ منہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم بامسمیٰ ایوب نے اُف تک نہ کی۔ اور آخری سانس تک بیماری کے دکھ سے اسکی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔ اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگتے میں گذر رہا تھا۔ اور کئی کئی راتیں اس نے اپنی آنکھوں میں گزار دیں اس نے کبھی ناشکری نہیں کی۔ اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا منہ سے نکالا۔ میں نے بارہا اس کو رات کو ساری ساری رات کھانستے سنا۔ اور بے آرامی میں دیکھتا تھا۔ مگر جب کبھی میں پوچھتا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا۔ کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔

کامل الایمان

میں طبیب ہوں۔ میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور متعلقین دنیاداروں کو بیمار کو تسلی وتشفی دینی پڑتی ہے مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین ومتعلقین کو تسلی دیتا۔ اور اسکی نازک حالت کو دیکھ کر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لاتا۔ تو وہ بڑے مضبوط دل اور واثق یقین سے اس کو تسلی دیتا۔ اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو میں تو اس کی رحمت سے نا امید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔

حضرت مسیح موعود سے عشق و محبت

وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جس سے اس کو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ اور اس کی اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو۔ اور مرنے کے وقت کلمہ شہادت کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کر لینے کے بعد۔ اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخرالزمان پر ایمان ہے۔ بس یہی اس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کا خط۔ جس کا وہ کامل درجہ عشق رکھتا تھا۔ اس کی عین نزع کی حالت میں پہنچا۔ وہ خط اس وقت اس عزیز کو جو خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا سنایا گیا اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جس کو وہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا۔ اس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اس کے سینے پر رکھدی گئی۔ اس کے بعد فوراً وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہو گئی۔ گویا کہ اسکو صرف اس خط کی انتظار تھی۔

یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی انبیاء کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی۔ مگر دین اور خداشناسی میں وہ اس چھبیس سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا۔ کہ کروڑہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اور اس جہان میں ہی اس کا تعلق اس جہان سے نزدیک تر ہو گیا تھا۔ اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پر تھا کہ وہ سارا ہی اس کا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس رب السموات والارض نے اس کو اپنے ہی پاس بلا لیا اور یہ سب فضل اور برکت اور حسن خاتمت اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دعا کا نتیجہ تھا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جان نثار ثابت ہو جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور و مرحوم ایوب تھا۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو جیسا کہ اس عزیز کا ہوا (آمین)

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقویٰ کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت اور پیار تھا۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہوگا جو ذیل میں درج ہیں۔ اول وہ خط ہے جس کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ وہ اس عزیز کے دم واپسیں پر ملا۔ اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں۔ اسلئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ صاحبان کی طرف لکھا ہے تاکہ جہانتک ہو سکے آپ بھی اس واقعہ ناگزیر کی خبر ہو اور آپ سب صاحبان اس مرحوم مغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی مدارج و مغفرت کی دعا کریں۔

وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی۔ اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبان کو آخری سلام پہنچے۔

اس عزیز نے عمر تو تھوڑی پائی۔ مگر اس کی صلاحیت اور تقویٰ کا خاکہ لکھا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو ایک کتاب کی صورت میں آپ سب صاحبان کی خدمت میں پیش کروں۔ شاید ہے کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے۔ اور اس نور کے چشمہ کی طرف بہمہ تن رجوع کرے۔ جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے۔ اور ایمان کا پودا اس سے نشوونما پا جائے اور یہ اس کی نجات کا موجب ہو جائے۔

اس کی زندگی اور موت تو نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں۔ چونکہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اسکو اولیاء اللہ اور انبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جنت کے میوے کھاتے اور خوش وخرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ جو کہ مجھے کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اس خاتم الانبیاء کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو جو کہ اس آخری زمانہ کا درمان ہے۔ اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کثرت رزق چاہتے ہو تو بھی اس مسیح موعود کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ جو کہ سچے اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا کس قدر ضروری ہے فقط والسلام

مرزا یعقوب بیگ ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن
از ڈلہوزی
مرقومہ آخری اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

سیرت ایوب

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب ومحبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسوقت جو میں دریسرا اور موسمی تپ سے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھ کو تار ملی۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کی دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جنسے میں اس درد کو بیان کروں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے۔ اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرست جلد تر اسکو دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت میں ان کو بھی اس تار خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اسوقت اٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روزہ مجھ کو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی وہ پہنچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ معلوم نہیں مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربہ یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام ۲۵ را پریل سنہ ۱۹۰۰ء

(نوٹ) یہ وہی خط ہے جس کا ذکر خاکسار نے اپنے خط مورخہ آخر اپریل سنہ ۱۹۰۰ء میں کیا ہے۔ جو کہ مرحوم کے عین نزع کے وقت پہنچا۔ اور عین اس آخری وقت یعنی حالت نزع میں موصول ہوا۔ یہ خط مرحوم کو اسوقت پڑھکے سنایا گیا اور اس کی آنکھوں اور ہونٹوں سے لگایا گیا۔ اسکے معاً بعد اس کی روح جان بحق تسلیم ہوئی۔ گویا کہ اسی خط کی اُسے انتظار تھی۔ اور بعدہ رفیق اعلیٰ سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (مرزا یعقوب بیگ ڈلہوزی ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء)

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وہ تار جس کا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا آخر کل عصر کے بعد پہنچا اناللہ وانا الیہ راجعون عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعادتمند کا جو سراسر نیک بختی اور محبت و اخلاص سے پر تھا - اس کی جدائی سے بھی بہت صدمہ اور دکھ پہنچا - اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے - اور اس مصیبت کا اجر بخشے - آمین ثم آمین -

اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا اور اس کی بیوہ عاجزہ پر کیا گزرا ہوگا - ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اوّلیا اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا - اور ایک بودہ لنشوونما یافتہ جو اب امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا ایک دفعہ اس کا کام جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے - اللہ جل شانہ سوختہ دلوں پر رحم کی بارش کرے - اسی خط کے وقت جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف میری توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا - اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا - کہ یکدفعہ الہام ہوا -

" مبارک وہ آدمی جو اس دروازے کی راہ داخل ہوں "

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے - اور خوش نصیب وہ ہو جس کی ایسی موت ہو - ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اس کی شفا کے لئے دعا کی - تب خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے - اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لیجا رہا ہے - اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی سڑک ہے - گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے

میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے - لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو - سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی انا للہ وانا الیہ راجعون میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی عزیز پرسی کا پیغام پہنچا دیں - خدا تعالیٰ نے جو چاہا ہو گیا - اب صبر و رضا درکار ہے

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

والسلام

(نوٹ)

یہ حضرت مسیح موعود کا تعزیت نامہ ہے جو کہ مرحوم کی وفات کے بعد موصول ہوا - اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت کرے - آمین

مرزا یعقوب بیگ
ڈلہوزی ۲۸/۷/۳۵

مولوی غلام نبی انصاری مدیر نیر اسلام کی دروغگوئی

بخدمت مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم قادیان - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آج ۲۲ / جون ۱۹۳۵ء کا پرچہ زمیندار میری نظر سے گزرا انکشافات میں ایک ہیڈنگ مرزا صاحب کی ریش مبارک میں نے اس مضمون کو پڑھا - جس کو پڑھ کر مجھے بہت تکلیف ہوئی - اور مولوی غلام نبی صاحب انصاری مدیر نیر اسلام کی دروغگوئی پر نہایت افسوس ہوا -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب وصال ہوا ہے میں یہاں (قادیان) موجود تھا - اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زیارت بھی کی ہے - جبکہ حضور کا جسد مبارک آپکے باغ والے مکان میں رکھا ہوا تھا - حضور کی ریش مبارک بدستور تھی - اور مولوی غلام نبی صاحب کی یہ روایت سراسر غلط اور دروغگوئی پر مبنی ہے - میں حلفاً عرض کرتا ہوں - ان کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے - اور دنیا میں جو مصائب آرہے ہیں ان کو دیکھ کر خدا کے حضور سربسجدہ ہونا چاہیئے - اور توبہ کرنی چاہیئے -
(خاکسار عظیم الرحمن خلف حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب مرحوم حاجی پور کارکن بیت المال قادیان)

168

ریویو

درشاہوار ٹریکٹ سیریز کے متعلق شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی کا خط

ڈیئر مکرم و محترم شیخ صاحب سلمکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ ہمراہ ایک ریویو ایک ٹریکٹ انگریزی رواں نہ کر رہا ہے - مولوی ابوالفضل محمود صاحب ہمارے سلسلہ کے آنریری مبلغ ہیں آپ کا یہ نمبر ۳۰ درشہوار ٹریکٹ ہے - خصوصیت آپکے ٹریکٹوں میں یہ ہے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات ہوتی ہیں - آپ کو تبلیغ سلسلہ کا ایک قابل رشک جنون ہے جو انہیں جگہ بجگہ لئے پھرتا ہے

آجکل شملہ کی چوٹیوں پر خدا سے دور روحوں کو حق پہنچانے میں آپ سرگرمی سے دن رات مشغول ہیں مولوی صاحب کو دیکھ کر بے اختیار نیر صاحب کا ایک شعر زبان پر آجاتا ہے ؎

تنیں کے سر میں جنوں پائے میں چکر آگیا
جز خیال سیئہ دین مہدی کچھ بھی نہیں

مولوی صاحب کا یہ ٹریکٹ یہاں کی انگریزی خواں پبلک میں بہت مقبول ہوا ہے - مولوی صاحب لاگت پر جو کہ ۲ / فی سیکڑہ ہے ٹریکٹ جماعتوں کو بھیج سکتے ہیں - نیز مولوی صاحب اردو کے ٹریکٹ ۲ / سیکڑہ سے ۸ / سیکڑہ پر سپلائی کر سکتے ہیں ایسی جماعتیں جو قیمتاً نہ خرید سکتی ہوں - صرف ڈاک کے لئے ٹکٹ روانہ فرما کر مفت طلب کر سکتی ہیں - مولوی صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے -
مولوی ابوالفضل محمود - کناٹ ہوٹل شملہ
اس عاجز کی صحت کے لئے دعا فرمائیں - والسلام
تابعدار عبدالحکیم احمدی

سیر قادیان

سردار ارجن سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار رنگین نے ایک چھوٹا سا رسالہ سیر قادیان کے نام سے شائع کیا ہے - وہ اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ہمارا مقصد دنیا کے مختلف مذاہب اور فرقوں کے درمیان پریم اور اتحاد پیدا کرنا ہے - اسلئے ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ کسی جماعت کو محض اختلاف عقائد کی وجہ سے ستایا جا رہا ہے - تو ہمارے دل کو صدمہ پہنچتا ہے - یہی جذبہ ہے - جس کے ماتحت ہم یہ ناچیز تحفہ بھارت کے سپوتوں کی سیوا میں پیش کر رہے ہیں - تمام بھائیوں سے پرارتھنا ہے کہ وہ ان سطور کو غور سے پڑھیں اور اس سے لابھ اٹھائیں -

اس نظر کے ماتحت جو کتاب یا رسالہ لکھا جائیگا وہ یقیناً تعصب کی پٹی اتار کر لکھا جائے گا - چنانچہ سردار صاحب نے قادیان اور ہمارے سلسلہ کے حالات بہت اچھے پیرایہ میں لکھے ہیں - اور واقعات کی صحت کا بہت خیال رکھا ہے - وہ لوگ جو اندھا دھند مخالفت کر رہے ہیں - ان کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہے - ضرورت ہے احباب اس کی بکثرت مفت اشاعت کریں -

اشاعت کے لئے جو احباب یہ پمفلٹ منگوانا چاہیں وہ بکڈپو قادیان سے منگوا سکتے ہیں - جو ایک روپیہ میں سولہ نسخے بھیجتے ہیں -

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھے اسے دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اُس بتِ خود سر نے مارے سر پہ جُوت!
فرش پر کرسی پہ اور بستر پہ جُوت!!
جب ہُوا ثابت کہ ہیں غدّارِ قوم
قوم سے کھانے لگے منبر پہ جُوت!!!

(حسن رہتاسی)

وصایا

نمبر ۴۳۸۶

منکہ زینب زوجہ عبدالعزیز احمدی ٹیلیا ماسٹر قوم واٹک عمر اندازاً ستر سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۴/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت چار عدد دوکانات واقعہ راجہ بازار مالیتی دو ہزار اور سونا پچاس تولہ قیمتی ایکہزار چھ سو روپیہ اور نقد چار ہزار نو سو روپیہ۔ کل آٹھ ہزار پانچسو کی ہے۔ میں اپنی کل جائیداد کا آٹھواں حصہ یعنی ایک ہزار باسٹھ روپے آٹھ آنہ بمد وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کرتی ہوں۔ اور دوکانات کا جو ماہوار کرایہ آتا ہے اس کا آٹھواں حصہ ڈیڑھ روپیہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی۔ میرے مرنے کے بعد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ اگر میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ۲۴/۶/۳۵

بقلم عبدالعزیز خان خاوند موصیہ

العبد:۔ زینب زوجہ عبدالعزیز احمدی ٹیلیا ماسٹر ساکن شہر سیالکوٹ محلہ حکیم میر حسام الدین صاحب

گواہ شد:۔ عبدالعزیز احمدی ٹیلیا ماسٹر خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ قاسم الدین احمدی کلرک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ

نمبر ۴۳۹۴

منکہ اقبال بیگم عرف مستی بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد احسان قوم صدیقی پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۲/۶/۳۵ ساکن سادھورہ ڈاکخانہ خاص بخصیل نرائن گڈھ ضلع انبالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے متروکہ کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد رقم زیور قیمتی بمبلغ دو صد روپیہ حق مہر ۳۲/۴/- جو میرے خاوند ڈاکٹر محمد احسان کے ذمہ ہے۔ اراضی رقبہ بتیس بیگھہ واقع موضع مصطفےٰ آباد ہے۔ جو رقم میری اپنی جائیداد کے طور پر داخل خزانہ اپنی زندگی میں کر دوں۔ وہ اس سے منقول ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد علاوہ ازیں اور جائیداد ثابت ہو تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی

العبد:۔ اقبال بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد احسان ساکن سادھورہ ضلع انبالہ خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ سکرٹری وصایا بقلم خود حال وٹرنری اسسٹنٹ ۵۰۹ ریلوے اسٹیشن ماموں کانجن ضلع لائل پور

نمبر ۴۳۷۹

منکہ رحیم بی بی بیوہ چودھری ولیداد قوم باجوہ پیشہ زمینداری عمر قریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۰۷ء ساکن موضع ہرچوکی ڈاکخانہ قلعہ دیدار سنگھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد صرف میرے زیورات مندرجہ ذیل ہیں ایک عدد کنٹھہ سونے کا قیمتی مبلغ یکصد روپیہ۔ ڈنڈیاں دو عدد قیمتی مبلغ یکصد پانچ روپیہ۔ ان زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں

میری جائیداد بصورت زمین یا مکان کوئی نہیں۔ لیکن اگر میری وفات پر کوئی جائیداد غیر منقولہ میری ملکیت ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد میں سے حصہ وصیت کے طور پر کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ اپنی زندگی میں کرا دوں تو ایسی رقم میری وصیت میں سے منہا کر دی جائے گی

میری کل جائیداد اسوقت مندرجہ بالا زیورات ہی ہیں جس کی قیمت مبلغ دو صد پانچ روپیہ بنتی ہے۔ جس کا دسواں حصہ مبلغ ۲۰/۸/- بنتی ہے۔ یہ رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں تو میری وصیت سے منہا کر دیجائے گی میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ اور نہ ہی میری اور کوئی آمدنی کی صورت ہے۔ میری وصیت منظور فرمائی جائے

العبد:۔ نشان انگوٹھہ رحیم بی بی صاحبہ زوجہ چودھری ولیداد صاحب مرحوم ساکن ہرچوکی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد:۔ اسد اللہ خان بیرسٹر ایٹ لا۔ ایم۔ ایل۔ سی ٹرنر روڈ۔ لاہور بقلم خود

گواہ شد:۔ رشید احمد باجوہ احمدی بقلم خود ۴/۶/۳۵

نمبر ۴۳۸۲

منکہ خورشید بیگم بیوہ میاں جان محمد صاحب قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن امرتسر کوچہ کلکتیاں قلعہ بھنگیاں ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس آج مورخہ ۱۴/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری متروکہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد زیورات قیمتی اندازاً نہ صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں ہے

العبد:۔ خورشید بیگم بیوہ میاں جان محمد امرتسر

گواہ شد:۔ حکیم علی نقی بقلم خود امرتسر ولد سید غلام رسول قوم سید ساکن قادیان محلہ دارالعلوم

گواہ شد:۔ محمد جان ولد محمد صوبہ قوم قریشی ساکن امرتسر قلعہ بھنگیاں کوچہ کلکتیاں

نمبر ۴۳۸۸

منکہ امۃ الحفیظ زوجہ عطاء اللہ صاحب شیخ عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۳۳ء ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا مہر مبلغ دو ہزار روپیہ ہے جو بذمہ شوہر ہے۔ زیور کوئی نہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے سوا اگر کوئی جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم منہا ہوگی۔ فقط

العبد:۔ امۃ الحفیظ دستخط

گواہ شد:۔ عطاء اللہ اسسٹنٹ پوسٹماسٹر راولپنڈی شوہر موصیہ ۹ جون ۱۹۳۵ء

گواہ شد:۔ قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی مورخہ ۹ جون ۱۹۳۵ء

نمبر ۴۳۹۲

منکہ زینب بی بی بیوہ محمد عبداللہ ادرسیر عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

مہر جو کہ زیور کی صورت میں ایک ہزار روپیہ کا ہے اور ایک پختہ مکان واقعہ شہر سیالکوٹ محلہ کشمیریاں جس کی قیمت اندازاً چھ ہزار روپیہ ہے.........

اس کے ۱/۸ حصہ کی میں مالک ہوں یعنی میرے حصہ کی قیمت ساڑھے سات سو روپیہ ہے۔ میری کل جائیداد ۱۷۵۰ روپیہ ہوئی میں کل جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو کہ ۱۷۵ روپیہ ہوئے۔ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کے علاوہ اگر اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ زینب بیوہ محمد عبداللہ ادرسیر ۱۵/۶/۳۵

گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد دین سکرٹری تعلیم و تربیت سیالکوٹ ۱۵/۶/۳۵

گواہ شد:۔ عبدالرحمن ولد محمد عبداللہ ادرسیر محلہ کشمیریاں سیالکوٹ

نمبر ۴۳۹۸

منکہ صالحہ فاطمہ زوجہ محمد جمیل قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ پیدائشی احمدی ساکن مصری شاہ ڈاکخانہ لاہور تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج یکم مئی ۱۹۳۵ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں پارچات و زیور تخمیناً یکصد روپیہ حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز بوقت وفات اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:۔ دستخط صالحہ فاطمہ۔

گواہ شد:۔ عائشہ بیگم زوجہ چودھری غلام رسول احمدی کلرک ریلوے لاہور.

گواہ شد:۔ حکیم محمد جمیل احمدی کلرک میونسپلٹی مصری شاہ محلہ جمیل آباد۔ لاہور

(نوٹ:۔ ادائیگی مہر کا میں ذمہ دار ہوں۔ ابھی تک میں نے ادا نہیں کیا)

نمبر ۴۳۹۱

منکہ زہرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر غلام احمد صاحب راجپوت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر جو کہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ مبلغ پانچہزار ہے زیور جس کی قیمت اندازاً ۳۰۰ روپیہ ہے اس کے علاوہ جیب خرچ مبلغ -/۷ ماہوار مجھے خاوند کی طرف سے ملتا ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہوں گی۔

العبد۔ زہرہ بیگم دل افروز موڈل ٹاؤن پنجاب بقلم خود

گواہ شد:۔

گواہ شد:۔

خط و کتابت کیوقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(مینیجر)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع نزد بس منزل قادیان سے شائع ہوا)